© rasailojaraid.com

احادیث فضائل

ایک تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر محمد سلیم

ذخیرۂ حدیث میں ایک بڑی تعداد ان روایات کی بھی ہے جو ترغیب و ترہیب اور فضائل اعمال کے ابواب میں وارد ہیں۔ ان میں بہت سی صحیح احادیث کے ساتھ موضوع اور گھڑی ہوئی روایات بھی موجود ہیں۔ بلکہ ان کی تعداد شاید صحیح روایات سے زیادہ ہے۔ ان روایات کو بالعموم کم علم زہاد اور جاہل صوفیاء نے لوگوں کی اصلاح و نصیحت کی خاطر وضع کیا۔ انھوں نے جب دیکھا کہ معاشرہ میں لوگوں کی دلچسپی اعمال صالحہ کی طرف کم ہوتی جارہی ہے اور دین کے منافی کاموں کی طرف ان کا رجحان بڑھ رہا ہے تو انھوں نے اعمال صالحہ کی طرف مائل کرنے اور برائیوں سے باز رکھنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حدیثیں وضع کرنا شروع کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فضائل اعمال میں غیر معتبر اور موضوع روایات ذخیرۂ حدیث میں داخل ہونے لگیں۔ ان روایات کو محدثین نے صحیح روایات سے الگ کرنے کی غیر معمولی سعی کی ہے لیکن اس کے باوجود نہ صرف عام واعظین انھیں اپنے خطبات کی زینت بناتے ہیں بلکہ بہت سے علماء و مفسرین نے بھی انھیں اپنی تصنیفات میں بغیر کسی جرح و تنقید کے جگہ دے دی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام میں بہت سی غیر دینی چیزیں مشہور ہو گئیں اور آہستہ آہستہ ان میں دین کے نام پر بعض رسومات اور بدعات نے بھی جنم لیا جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔

حدیثیں وضع کرنے والوں میں اگرچہ بعض دوسرے گروہ بھی شامل ہیں لیکن جتنی روایات طبقۂ زہاد نے وضع کیں اتنی کسی نے بھی نہیں وضع کیں۔ ان لوگوں نے اس کام کو کار خیر اور خدمت دین سمجھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کی کوشش میں ہر اچھی بات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردی۔ چنانچہ حافظ ابن صلاح نے فرمایا :

اعظمھم ضررا قوم من	حدیث میں سب سے بڑا نقصان ان
المنسوبین الی الزھد وضعوا	لوگوں کی طرف سے پہونچا جو زہد سے
الاحادیث احتسابا فیما	تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے حدیثوں
زعموا۔[1]	کو اپنے خیال میں ثواب کی نیت سے وضع کیا۔

اسی طرح یحیٰی بن سعید القطان نے فرمایا :

لم نجد الصالحین	طبقۂ صالحین سے زیادہ ہم کسی کو حدیث
أکذب منھم فی الحدیث[2]	کے معاملہ میں جھوٹ بولنے والا نہیں پاتے۔

اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگوں نے حدیثیں وضع کیں۔ مثلاً غلام خلیل سے جب ان احادیث کی سند کے بارے میں پوچھا گیا جنھیں وہ رقائق کے باب میں بیان کرتا تھا تو اس نے کہا :

وضعناھا لترقق بھا	ہم نے ہی انھیں وضع کیا تاکہ لوگوں
قلوب العامۃ[3]	کے قلوب نرم ہوں۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ غلام خلیل بہت بڑا زاہد اور شہوات ولذات دنیا سے الگ تھلگ رہنے والا ایک نیک انسان تھا۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے وہ عوام میں اتنا مقبول تھا کہ انتقال کے وقت اہل بغداد نے اس کے سوگ میں بازار تک بند کردئے تھے۔ اس کے باوجود وہ حدیثیں وضع کرتا تھا۔[4]

انہی میں ایک شخص میسرہ بن عبدربہ بھی تھا جو فضائل قرآن سے متعلق بہت سی روایات بیان کرتا تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ ان حدیثوں کی سندیں کیا ہیں تو اس نے جواب دیا :

وضعتھا أرغب الناس	ان روایات کو میں نے وضع کیا ہے۔
فیھا[5]	اور اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں ان کی طرف رغبت پیدا ہو۔

اسی طرح ابوعصمہ نوح بن مریم القرشی جو "مرو" میں قضاء کے عہدہ پر فائز تھا۔ اسے تفسیر، حدیث، فقہ اور مغازی میں مہارت حاصل تھی۔ اس نے تفسیر کلبی اور مقاتل سے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث حجاج بن ارطاۃ سے، فقہ امام ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اور مغازی ابن اسحاق سے حاصل کی اس شخص کو مختلف کمالات کا جامع ہونے کی وجہ سے 'نوح الجامع' بھی کہا جاتا تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ زیادہ تر لوگ امام ابوحنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی میں دلچسپی لینے لگے ہیں تو اس نے قرآن کی سورتوں کے فضائل میں حدیثیں وضع کرنی شروع کر دیں۔ جب اس سے ایک حدیث کی سند کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا:

انی رأیت الناس قد اعرضوا	میں نے جب دیکھا کہ لوگ قرآن سے دور
عن القران واشتغلوا بفقہ	ہوتے جا رہے ہیں اور ابوحنیفہ کی فقہ اور
ابی حنیفۃ ومغازی ابن	ابن اسحاق کی مغازی میں زیادہ دلچسپی
اسحاق فوضعت ھٰذا	لینے لگے ہیں تو میں نے عنداللہ اجر کی امید
الحدیث حسبۃ[۶]	میں اسے وضع کیا۔

اعمال صالحہ کی ترغیب میں ابوعبداللہ محمد بن الکرّام السجستانی اور اس کے اصحاب جنھیں 'کرامیہ' کے نام سے جانا جاتا ہے، وضع حدیث کو جائز سمجھتے تھے[۸] اگرچہ ابن الکرام بجائے خود ایک نیک اور زاہد شخص تھا۔

اسی طبقہ سے منسوب محمد بن سعید نامی ایک شخص کہا کرتا تھا:

لا بأس اذا کان کلام	کلام حسن کے لیے اسناد وضع کرنے
حسن ان تضع لہ اسنادا[۷]	یعنی ہر اچھی بات کو حدیث بنا دینے میں
	کوئی حرج نہیں۔

اس طبقہ نے فضائل قرآن اور عبادات جیسے نماز، روزہ وغیرہ کی فضیلت میں بیشمار حدیثیں وضع کیں۔ ذیل میں ان کے کچھ نمونے درج کیے جاتے ہیں۔

من قرأ آیۃ الکرسی	جس نے نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی تلاوت
فی دبر صلاۃ لم یمنعہ	کی اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت
من دخول الجنۃ الا	میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی
الموت ومن قرأھا	اور جس شخص نے سوتے وقت اس کی
حین یاخذ مضجعہ	تلاوت کی تو اللہ اس کے مکان اور اس کے
امنہ اللہ علی دارہ ودار	پاس پڑوس اور ارد گرد کے مکانوں کی

۳۰۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جارہ ودویرات حولہ[9]	حفاظت کرتا ہے۔

اس روایت کی سند میں 'حیہ' اور 'نہشل'، ضعیف اور کذاب راوی ہیں اس وجہ سے ابن جوزی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

من قرأ في ليلة بالم تنزيل	جس نے رات میں الٓمٓ تنزیل الکتاب، یٰسٓ،
الكتاب ويٰس واقتربت الساعة	اقتربت الساعۃ، تبارک الذی بیدہ الملک
وتبارك الذي بيده الملك	سورتوں کی تلاوت کی تو وہ اس کے لیے
كن له نورا وحرزا من الشيطان	نور ہوں گی اور شیطان اور شرک سے اس
والشرك ورفع له درجات يوم	کی حفاظت کریں گی اور قیامت میں اس
القيمة[10]	کے درجات بلند ہوں گے۔

اس روایت کی سند میں 'الحکم' نامی کذاب راوی ہونے کی وجہ سے طاہر پٹنی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

من قرأ سورة الواقعة كل	جس شخص نے ہر رات سورہ واقعہ کی تلاوت
ليلة لم يصبه فاقة ابدا	کی اسے کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آئے گی اور
ومن قرأ لا اقسم بيوم القيامة	جو شخص لا اقسم بیوم القیمۃ کی تلاوت کرے گا
لقي الله يوم القيمة ووجهه	وہ قیامت میں خدا سے اس حال میں
في صورة القمر ليلة	ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے
البدر[11]	چاند کی مانند روشن ہوگا۔

اس روایت کو امام احمد نے منکر قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند میں 'شجاع' اور 'السری' نامی دو راوی مجہول ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں ایک راوی احمد الیمامی ہے جو کذاب ہے۔ اسی بنا پر ابن جوزی نے اسے موضوع روایتوں میں داخل کیا ہے۔

مفسرین نے اپنی تفاسیر میں سورتوں کے اول یا آخر میں ان کی فضیلت سے متعلق جو احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر موضوع ہیں۔ مفسرین میں ابوبکر بن مردویہ، واحدی، ابو اسحاق الثعلبی، ابو القاسم الزمخشری، قاضی بیضاوی اور ابوبکر بن داؤد الحافظ وغیرہ نے اپنی تفسیروں میں ان روایات کو نقل کیا ہے۔ البتہ قرآن کی سورتوں کے فضائل میں مندرجہ ذیل روایات صحیح ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ما انزلت فی التوراۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی الفرقان مثلها وانها سبع من المثانی [12]

سورہ فاتحہ جیسی سورت نہ توراۃ میں ہے نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن میں یہی سبع مثانی ہے۔

من قرأ الآیتین فی آخر سورۃ البقرۃ فی لیلۃ کفتاہ [13]

رات میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی تلاوت پورے شب (کی عبادت یا حفاظت) کے لیے کافی ہیں۔

سیدۃ آی القرآن هی آیۃ الکرسی [14]

آیۃ الکرسی قرآن کی سورتوں کی سردار ہے۔

اقرؤا الزهراوین البقرۃ وسورۃ آل عمران فانهما یاتیان یوم القیمۃ کانهما غمامتان او کانهما غیایتان او کانهما فرقان من طیر صواف تحاجان عن اصحابهما [15]

زہراوین (دو چمکتی سورتیں) سورۃ البقرہ اور آل عمران کی تلاوت کرو۔ یہ دونوں قیامت کے دن اپنے تلاوت کرنے والے پر دو بادل یا دو سائبان یا اڑتے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیوں کے مانند آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے حجت کریں گی۔

اوتیتهما لم یوتهما من قبلك فاتحۃ الکتاب وخواتیم سورۃ البقرۃ [16]

سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں صرف آپؐ کو دی گئی ہیں۔ ان کے مثل آیتیں آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

ان البیت الذی تقرأ البقرۃ فیه لا یدخله الشیطان [17]

جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے اس میں شیطان نہیں داخل ہوتا۔

اذا اویت الی فراشك فاقرأ آیۃ الکرسی لن یزال من اللہ حافظا ولا یقربك شیطان حتی تصبح [18]

جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی کی تلاوت کرو۔ اس طرح صبح تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہوگے اور شیطان تم سے قریب نہیں ہوگا۔

من حفظ عشر آیات من

سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اول سورة الكهف عصم من فتنة الدجال[۱۹]

حفظ کرنے والا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔

قل هو الله احد ثلث القرآن[۲۰]

قل ہو اللہ احد کی تلاوت ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔

آيات انزلت الليلة لم يُر مثلهن قط قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس[۲۱] تعوذ بهما فما تعوذ متعوذ بمثلهما[۲۲]

آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئیں ان کے مانند آیتیں کبھی نازل نہیں ہوئیں اور وہ ہیں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ان سورتوں (یعنی سورۂ فلق اور سورہ ناس) کے ذریعہ اللہ کی پناہ طلب کرو۔ ان کے مثل کوئی سورت ایسی نہیں ہے جس کے ذریعہ کسی شخص نے پناہ طلب کی ہو۔

ان کے علاوہ سورتوں کے فضائل میں مندرجہ ذیل روایات ضعیف ہیں۔

اذا زلزلت عدلت له بنصف القرآن[۲۳]

اذا زلزلت کی تلاوت ثواب میں نصف قرآن کے برابر ہے

قل يا ايها الكافرون عدلت له بربع القرآن[۲۴]

قل یا ایہا الکافرون کی تلاوت ثواب میں چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

هي المنجية تنجيه من عذاب القبر[۲۵]

سورہ ملک کی تلاوت عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔

ان سورة من القرآن ثلاثون آية شفعت لرجل حتى غفر له وهي تبارك الذي بيده الملك[۲۶]

قرآن کی تیس آیات والی سورت (یعنی سورۂ ملک) قیامت میں اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی یہاں تک کی اس کی مغفرت کردی جائے گی اور وہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔

سورتوں کے فضائل میں درج بالا احادیث کے علاوہ کوئی بھی روایت صحیح نہیں۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ ان سورتوں کے علاوہ وہ تمام روایات جن میں یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہا گیا ہو کہ جس نے یہ سورت پڑھی اس کے لیے ایسا ہے ویسا ہے وہ سب موضوع ہیں[۲۷]۔

اسی طرح بہت سی روایات میں مخصوص اوقات میں مخصوص کیفیتوں کے ساتھ نمازیں پڑھنے اور مخصوص ایام میں روزہ رکھنے کی بے پناہ فضیلت بیان کی گئی ہے ان میں سے بھی اکثر وبیشتر روایات موضوع ہیں۔ مثلاً

من قرأ ليلة النصف من	نصف شعبان کی رات جو شخص سو رکعتوں
شعبان الف مرة قل هو الله	میں ایک ہزار مرتبہ قل اللہ احد پڑھے گا وہ
احد في مائة ركعة لم يخرج من	دنیا سے جب جائے گا تو قبر میں تیس فرشتے
الدنيا حتى يبعث الله اليه في	اسے جنت کی بشارت دیں گے اور تیس
منامه مائة ملك ثلثون يبشرونه	فرشتے اسے عذاب جہنم سے بچائیں گے
بالجنة وثلثون يؤمنونه من	اور تیس فرشتے اسے غلطی سے محفوظ رکھیں
النار وثلثون يعصمونه من ان	گے اور دس فرشتے اس کے دشمنوں کے
يخطئ وعشر يكيدون من عاداه[۲۸]	خلاف اس کا دفاع کریں گے

اس روایت کے تمام طرق میں مجہول، ضعیف اور غیر معتبر راوی موجود ہیں۔ اسی لیے ابن جوزی نے اسے موضوع روایتوں میں شمار کیا ہے۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ پندرہ شعبان کی رات میں نماز کی فضیلت سے متعلق کوئی روایت صحیح نہیں[۲۹]۔

اس رات عبادت سے متعلق بعض روایات حدیث کی مستند کتابوں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن ان کی سند صحیح نہیں۔ مثلاً ابن ماجہ کی یہ روایت:

عن عائشة قالت فقدت	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
النبي صلى الله عليه وسلم	ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ
ذات ليلة فخرجت اطلبه	صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہیں
فاذا هو بالبقيع رافع راسه	پایا تو آپ کو تلاش کرنے کے لیے
الى السماء فقال يا عائشه	نکلی۔ میں نے دیکھا آپ جنت البقیع
اكنت تخافين ان يحيف	میں ہیں اور سر آسمان کی طرف اٹھائے
الله عليك ورسوله قالت	ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قد قلت ومابی ذالك ولكنی ظننت انك اتيت بعض نساءك فقال ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الی السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب[۳۰]	اے عائشہ کیا تمہیں اس بات کا خوف ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کرے گا میں نے کہا یہ بات نہیں بلکہ میرا خیال تھا کہ آپ اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات سماء دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت کرتا ہے۔

اس روایت کو اسی سند سے امام ترمذی نے بھی نقل کیا ہے[۳۱] ساتھ ہی اس کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے :

حديث عائشة لانعرفه الا من هذا الوجه	حضرت عائشہ کی اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں

اس میں ایک راوی حجاج ہیں ۔ میں نے سنا کہ امام بخاری اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یحیٰی بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا اور حجاج نے یحیٰی بن ابی کثیر سے نہیں سنا۔

اس طرح اس روایت کی سند دو جگہ سے منقطع ہے ۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے ۔ دارقطنی نے کہا کہ یہ روایت مختلف سندوں سے مروی ہے لیکن سب مضطرب اور غیر ثابت شدہ ہیں[۳۲]

ابن ماجہ نے اسی سلسلہ کی ایک دوسری روایت بھی نقل کی ہے جو اس طرح ہے:

ان الله ليطلع فی ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا المشرك او مشاحن[۳۳]	نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ ظہور فرماتا ہے اور اپنے بندوں میں تمام لوگوں کی بخشش کرتا ہے سوائے مشرک اور بغض وعداوت رکھنے والے کے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے لیکن اس میں لفظ 'مشرک' کے بجائے 'قاتل نفس' آیا ہے[۳۴]۔

اس کی سند میں ایک راوی 'ابن لہیعہ' ہیں جنھیں محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن جوزی نے کہا کہ وہ ذاہب الحدیث ہیں[۳۵] یعنی ان کی حدیثوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ابن لہیعہ اگرچہ اکابر علماء میں سے تھے وہ مصر میں عہدۂ قضا پر فائز تھے۔ ان کے پاس حدیثوں کا ایک بڑا ذخیرہ تھا لیکن ایک موقع پر ان کی تمام کتابیں جل گئیں۔ اس کے بعد انھوں نے جب حافظہ کی مدد سے حدیثوں کی روایت شروع کی تو ان سے غلطیاں سرزد ہونے لگیں۔ چنانچہ محدثین نے اسی بنیاد پر انھیں ضعیف اور متروک قرار دیا ہے[۳۶]۔ امام احمد ان کی روایات کو صرف متابعات اور شواہد ہی میں نقل کرتے تھے۔

اس طرح کی بعض دوسری روایات بیہقی اور طبرانی نے بھی نقل کی ہیں لیکن وہ سب مرسل اور ضعیف ہیں ان میں ایک بھی روایت صحیح نہیں[۳۷]۔

اسی طرح پندرہ شعبان کے روزہ کے متعلق بھی کوئی روایت صحیح سند سے مروی نہیں۔ مثلاً ایک روایت ہے:

اذا کانت لیلۃ النصف	جب نصف شعبان کی رات آئے
من شعبان فقوموا لیلہا	تو اس میں عبادت کرو اور اس کے دن
وصوموا نہارہا فان	میں روزہ رکھو اس لیے کہ اس رات
اللہ ینزل فیہا لغروب	اللہ رب العزت غروب شمس کے بعد
الشمس الی سماء الدنیا	سماء دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور کہتا
فیقول الا من مستغفرلی	ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے
فاغفر لہ الا مسترزق	والا کہ میں اس کی مغفرت کردوں۔ ہے
فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ	کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے
الا کذا الا کذا حتی	رزق عطا کروں۔ ہے کوئی پریشانی میں
یطلع الفجر[۳۸]	مبتلا کہ میں اس کی پریشانی دور کردوں۔ ہے
	کوئی ایسا۔ ہے کوئی ایسا۔ یہ اعلان طلوع
	فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس روایت کو ابن ماجہ نے ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ القرشی سے نقل کیا ہے۔ انھیں امام بخاری اور امام نسائی نے ضعیف اور متروک قرار دیا ہے۔ امام احمد کے بیٹے عبداللہ اور صالح نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں وضع کرتے تھے۔[۴۹]

خلاصہ کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پندرہ شعبان کی رات میں نماز پڑھنے اور دن میں روزہ رکھنے سے متعلق صحیح احادیث سے کچھ بھی ثابت نہیں البتہ مرسل (جس کی سند میں انقطاع ہو) اور ضعیف قسم کی روایات سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس رات زیادہ سے زیادہ عبادت کرنا مستحب ہے لیکن اس میں بندہ کو اختیار رہے کہ عبادت کا جو طریقہ بھی چاہے اختیار کرے لیکن اس پر دوام نہ کرے۔ اس لیے کہ مستحب اور نفلی عبادات میں دوام درست نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس رات انفرادی طور پر عبادت کرے۔ جماعت اور اجتماع اور مخصوص کیفیتوں کے ساتھ نمازوں کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔[۵۰] اسی طرح اس میں پوری رات جاگنا بھی سنت ثابتہ کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لا اعلم رسول اللہ صلی	میں نہیں جانتی کہ آپؐ نے کسی رات
اللہ علیہ وسلم قرأ القرآن	میں پورا قرآن پڑھا ہو یا کسی رات آپ
کلہ فی لیلۃ ولا قام لیلۃ	صبح تک عبادت میں جاگے ہوں یا کسی
حتی الصباح ولا صام شہرا	مہینہ کے مکمل روزہ رکھے ہوں
کاملا غیر رمضان[۵۱]	سوائے رمضان کے۔

پندرہ شعبان کے روزہ کے علاوہ یوم عاشورہ کے فضائل میں بھی بہت سی روایات وارد ہیں لیکن ان میں اس دن روزہ رکھنے کے علاوہ دیگر فضائل بیان کرنے والی تمام روایات موضوع ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل روایات:

من صام یوم عاشوراء کتب	جس نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا
اللہ لہ عبادۃ ستین سنۃ	اللہ اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت
من صام یوم عاشوراء اعطی	کا ثواب لکھے گا۔ جس نے اس دن
ثواب عشرۃ الاف شہید	روزہ رکھا اسے دس ہزار شہیدوں
من افطر عندہ مومن	کا ثواب دیا جائے گا۔ جس نے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يوم عاشوراء فكانما اطعم جميع فقراء امة محمد واشبع بطونهم خلق الله السموات والارض كمثله وخلق القلم يوم عاشوراء واللوح مثله وخلق جبرئيل يوم عاشوراء وملائكته يوم عاشوراء وخلق آدم يوم عاشوراء واستوى الرب عزوجل على العرش يوم عاشوراء ويوم القيمة يوم عاشوراء[۴۲]

دن کسی روزہ دار کو افطار کرایا گویا اس نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فقراء کو پیٹ بھر کھانا کھلایا۔ اسی دن اللہ نے زمین و آسمان، لوح و قلم، جبرئیل و ملائکہ اور حضرت آدمؑ کو پیدا کیا، اسی دن اللہ رب العزت عرش پر مستویٰ ہوا اور قیامت بھی اسی دن آئے گی۔

ان روایات کی سند میں ایک راوی 'حبیب' ہے اس کے بارے میں ابن جوزی نے کہا ہے: هو آفة (وہ ایک مصیبت ہے) ابن جوزی نے اس طرح کی تمام روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔

اس سلسلہ کی بعض دوسری موضوع روایات یہ ہیں۔

من اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم ترمد عينه ابدا[۴۳]

جو شخص عاشوراء کے دن اثمد کا سرمہ لگائے گا اسے کبھی آشوب چشم نہ ہوگا۔

من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه سائر سنته[۴۴]

جو شخص یوم عاشوراء میں اپنے عیال پر فراخی کرے گا اللہ اسے پورے سال وسعت دے گا۔

ما من عبد يبكي يوم قتل حسين الا كان يوم القيمة مع اولى العزم من الرسل[۴۵]

جو شخص قتل حسین کے دن روئے گا قیامت کے دن وہ اولوا العزم رسولوں کے ساتھ ہوگا۔

ان روایات کی بابت ملا علی القاری لکھتے ہیں:

" یوم عاشوراء میں سرمہ لگانا، زینت اختیار کرنا، اہل وعیال پر فراخی کرنا، نمازیں پڑھنا اور دیگر فضائل بیان کرنے والی روایات میں سے ایک بھی صحیح نہیں، صرف وہ احادیث صحیح ہیں جن میں یوم عاشوراء کے روزہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بقیہ تمام روایات باطل ہیں۔ انھیں کذابین نے وضع کیا ہے۔ ان کے مقابلہ میں کچھ دوسرے لوگ ہیں جو اس دن کو سوگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور غم کے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ بدعتی ہیں۔"[۶۶]

اسی طرح وہ تمام روایات بھی باطل ہیں جن میں یوم عاشورا کے موقع پر مختلف اوراد و وظائف اور مخصوص اعمال اور نمازوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں:

"کتب اوراد و وظائف میں عاشورا کے دن بعض مخصوص اعمال سے متعلق احادیث وارد ہیں ان میں سے اکثر موضوع ہیں۔ اسی طرح اس دن مخصوص نمازوں سے متعلق تمام روایات موضوع ہیں۔"[۶۷]

البتہ یوم عاشورا کے سلسلہ میں صحیح روایات سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فوجد الیھود صیاما فقال ماھذا قالوا ھذا الیوم انجی اللہ فیہ موسیٰ واغرق فیہ فرعون فصامہ موسیٰ شکرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ[۶۸]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے یہود کو اس دن روزہ رکھتے دیکھا، آپ نے پوچھا کہ یہ کیسا روزہ ہے تو لوگوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے حضرت موسیٰ کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اس لیے موسیٰ نے اس دن بطور شکر روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ کی موافقت میں تمہارے مقابلہ میں اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ مستحق ہیں، چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

اسی طرح امام ترمذی نے بھی اسی سلسلہ کی ایک روایت حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں:

کان عاشوراء یوم تصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عہد جاہلیت میں قریش یوم عاشورا کا روزہ رکھتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يصومه فلما قدم المدينة صامه	تو آپ نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو
وامر الناس بصيامه فلما افترض	بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔
رمضان كان رمضان هو الفريضة	لیکن جب رمضان کے روزے فرض
وترك عاشوراء فمن شاء صامه	ہو گئے تو اس دن کا روزہ ترک کر دیا گیا
ومن شاء تركه [۹۹]	اب جس کا جی چاہتا رکھتا جو چاہتا نہیں رکھتا تھا۔

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم عاشورا کا روزہ رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل ہے۔ چنانچہ امام مسلم نے ایک حدیث نقل کی کہ آپ نے فرمایا:

افضل الصيام بعد رمضان	رمضان کے روزوں کے بعد سب سے
شهر الله المحرم [۱۰۰]	افضل محرم کا روزہ ہے۔

ان احادیث کی بنیاد پر اس دن کا روزہ مستحب ہے اور بہتر ہے کہ اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا بھی روزہ رکھ لیا جائے کیونکہ یہود صرف یوم عاشورا کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

خالفوا فيه اليهود	یہود کی مخالفت کرو اور یوم عاشورا کے
صوموا قبله يوما او بعده	ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی
يوما [۱۰۱]	روزہ رکھو۔

یوم عاشورا میں روزہ کے علاوہ اس دن کی فضیلت کے سلسلہ میں تمام روایات موضوع ہیں۔ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

كل ذلك كذب على رسول	یوم عاشورا میں روزہ کی فضیلت
الله صلى الله عليه وسلم لم	کے علاوہ تمام روایات جھوٹی ہیں۔
يصح في عاشوراء الا فضل صيامه [۱۰۲]	

علی القاری نے فرمایا:

لا يصح منها شئ ولا حديث	یوم عاشورا میں حدیث صیام کے
واحد غير حديث صيامه	علاوہ ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔

اسی طرح ماہ رجب کے مختلف ایام میں روزہ رکھنے اور ان کی راتوں میں نماز پڑھنے کی فضیلت میں بھی بہت سی روایات وارد ہیں وہ سب بھی موضوع ہیں۔ جیسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مندرجہ ذیل روایات :

آن فی رجب یوما ولیلة من	ماہ رجب میں ایک دن اور ایک رات
صام ذالك الیوم وقام تلك	ایسی ہے کہ جس نے اس دن روزہ رکھا
اللیلة کان له من الاجر	اور اس رات عبادت کی گویا اس نے
کمن صام مئة سنة [54]	سو سال کے روزے رکھے ۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی ہیاج الہروی ہے جو متروک ہے ۔ اس روایت کو حافظ ابن حجر نے انتہائی درجہ کی منکر قرار دیا ہے ۔ ابن معین نے اسے ضعیف اور ابو داؤد نے اسے متروک کہا ہے [55]

من صلی المغرب اول لیلة	جس نے ماہ رجب کی پہلی رات میں
من رجب ثم صلی بعدها	مغرب کے بعد دس سلام سے بیس رکعت
عشرین رکعة بفاتحة	نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ کے
الکتاب وقل هو الله احد مرة	بعد قل ہو اللہ احد پڑھا..... اللہ اس
ویسلم فیهن عشر تسلیمات....	کی جان و مال اور اہل و اولاد کی
حفظه الله تعالٰی فی نفسه وماله و	حفاظت کرے گا، وہ عذاب قبر
اهله وولده واجیر من عذاب القبر	سے نجات پائے گا اور پل صراط پر بجلی
وجاز علی الصراط کالبرق [56]	کے مانند گزر جائے گا۔

ابن جوزی نے کہا ہے کہ اس روایت کے اکثر راوی مجہول ہیں اور یہ روایت موضوع ہے :

لا تغفلوا عن اول جمعة من	رجب کے پہلے جمعہ کی رات سے
رجب فانها لیلة تسمیها الملائکة	غافل نہ ہو اس لیے کہ فرشتے اس کو
الرغائب [57]	رغائب کہتے ہیں۔

یہ روایت باتفاق محدثین موضوع ہے اس کی سند میں سوائے حمید اور انس کے تمام راوی ایسے ہیں جن سے کوئی روایت قابل قبول نہیں کیونکہ ان میں بہت سے مجہول ہیں اور بعض کذاب بھی ہیں ۔صلاۃ الرغائب کی ابتداء ۴۸۰ھ میں ہوئی اس کو وضع کرنے والا شیخ الصوفیہ عبداللہ بن جہم ہے ۔حافظ ابن قیم نے صلاۃ الرغائب کے متعلق روایات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بارے میں فرمایا ہے۔

احادیث صلاة الرغائب	رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں صلاۃ
لیلة اول جمعة من رجب	الرغائب سے متعلق تمام روایات
کلها کذب [۵۸]	جھوٹی ہیں۔

اسی طرح ماہ رجب کی دیگر راتوں میں عبادت کرنے اور دن میں روزہ رکھنے کے فضائل میں وارد تمام روایات کو بھی ابن قیم نے موضوع قرار دیا ہے[۵۹]

ایسے ہی وہ تمام روایات بھی موضوع ہیں جن میں ہفتہ کے الگ الگ دن ورات میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

من صلی لیلة السبت	جس نے شنبہ کی رات چار رکعت
اربع رکعات یقرء فی کل رکعة	نماز پڑھی اور اس میں فاتحۃ الکتاب ایک
فاتحة الکتاب مرة وقل	مرتبہ اور قل ہو اللہ احد پچیس مرتبہ پڑھا
هو الله احد خمسا وعشرین	اللہ اس کے جسم کو آگ کے لیے حرام
حرم الله جسده علی النار [۶۰]	کر دے گا۔

اس روایت کے بیشتر راوی مجہول ہیں۔ 'یزید' اور 'ہیثم' ضعیف اور متروک ہیں۔ ایک دوسرے راوی 'بشر' کے بارے میں ابن جوزی نے فرمایا کہ اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔ ایک راوی احمد بن عبداللہ الجویباری ہے جو حدیثیں وضع کرتا تھا۔

ہفتہ کے الگ الگ دن ورات کی نمازوں کی فضیلت میں وارد احادیث کے سلسلہ میں ابن قیم نے فرمایا ہے۔

احادیث صلوات الایام	مختلف دنوں اور راتوں کی نمازیں
واللیالی کصلوٰۃ یوم الاحد	جیسے پیر کے دن اور رات کی نمازیں،
ولیلة الاحد ویوم الاثنین	منگل کے دن ورات کی نمازیں اسی
ولیلة الاثنین الی اخر الاسبوع	طرح آخر ہفتہ تک کی دن ورات کی
کل احادیثها کذب [۶۱]	نمازوں کی فضیلت میں وارد تمام روایات باطل ہیں۔

اسی طرح لیلۃ الفطر، یوم عرفہ میں ظہر وعصر کے درمیان اور یوم النحر کی رات میں پڑھی جانے والی مخصوص نمازوں کے متعلق مولانا عبدالحئی لکھنوی نے لکھا ہے کہ وہ سب موضوع ہیں۔[۶۲]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فضائل اعمال میں مذکورہ بالا امور کے علاوہ ذکر و دعا، درود و استغفار، حسن اخلاق اور فرض عبادات خصوصاً نماز اور رمضان کے روزوں کے فضائل میں بہت سی روایات وارد ہیں جنھیں اسی طبقہ نے وضع کیا تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کو اعمال صالحہ کی طرف مائل کیا جاسکے اور برائیوں کے ارتکاب سے باز رکھا جاسکے۔ ابن جوزی فرماتے ہیں۔

قوم وضعوا الاحادیث فی	ایک طبقہ نے ترغیب و ترہیب
الترغیب والترهیب لیحثوا	کے ابواب میں حدیثوں کو وضع کیا تاکہ
الناس بزعمهم علی الخیر	وہ بزعم خود لوگوں کو خیر پر آمادہ کرسکیں
ویزجروهم عن الشر[۶۳]	اور انھیں شر سے باز رکھ سکیں۔

ان لوگوں سے جب یہ کہا جاتا کہ رسولؐ کے نام پر حدیثیں وضع کرنا جائز نہیں۔ آپؐ نے حدیثیں وضع کرنے اور انھیں بیان کرنے والے کے خلاف سخت وعید بیان فرمائی ہے تو کہتے کہ ہم رسولؐ پر نہیں بلکہ رسولؐ کے لیے جھوٹ بولتے ہیں[۶۴] گویا ان کی نگاہ میں آپؐ کی لائی ہوئی شریعت ناقص تھی جس کی وہ اپنے فعل (وضع حدیث) سے تکمیل کر رہے تھے۔ انھیں وجوہات کی بنا پر کبار محدثین اس طبقہ کی ایک بھی روایت کو قابل اعتبار نہیں سمجھتے تھے۔ مشہور محدث یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا کہ میں جس آدمی کو ایک لاکھ دینار کی امانت کے لیے صحیح سمجھتا ہوں اسے ایک حدیث کے لیے امین نہیں سمجھتا۔[۶۵]

اسی طرح امام مالک نے ایک مرتبہ مسجد نبوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ان ستونوں کے پاس ستر راویوں کو حدیث بیان کرتے ہوئے پایا مگر میں نے ان سے ایک بھی حدیث نہیں قبول کی! اگر ان کو بیت المال کا امین بنا دیا جاتا تو وہ امانتدار ثابت ہوتے مگر وہ اس عظیم کام کے اہل نہ تھے۔[۶۶]

ذخیرۂ حدیث میں موضوع روایات کا ایک بڑا حصہ انہی زہاد و صوفیا کی طرف سے داخل ہوگیا۔ ان میں بہت سی روایات ایسی ہیں جن میں مختلف موقعوں پر بعض مخصوص اعمال کی خود ساختہ یا حد سے زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ان روایات کی وجہ سے امت میں بدعات اور غیر دینی رسومات نے جنم لیا جنھیں خاص طور پر برصغیر کے عوام دین کا جزء سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ جبکہ ان رسومات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

محدثین اور نقد حدیث

فضائل اعمال سے متعلق روایات کا تعلق چونکہ احکام سے نہیں ہوتا اور نہ ان سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوئی شرعی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے اس لیے عام محدثین نے ان کی تحقیق و تنقید کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی۔ عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں۔

اذا روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحلال و الحرام شددنا فی الاسانید وانتقدنا فی الرجال واذا روینا فی الفضائل والثواب والعقاب سہلنا فی الاسانید وتسامحنا فی الرجال[۶۴]

جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال وحرام سے متعلق کوئی روایت نقل کرتے ہیں تو اسانید کی تحقیق سختی سے کرتے ہیں اور ان کے رجال پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں لیکن جب فضائل اور ثواب و عقاب سے متعلق کوئی روایت نقل کرتے تو اسانید کی جانچ و پرکھ میں نرمی کرتے ہیں اور ان کے رجال کی تنقید میں تسامح کرتے ہیں۔

اسی طرح حافظ ابن حجر نے فرمایا:

قد ثبت عن الامام احمد وغیرہ من الائمۃ انہم قالوا اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوھا تساھلنا[۶۵]

امام احمد اور دوسرے ائمہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا جب ہم حلال وحرام سے متعلق روایت نقل کرتے ہیں تو نقد اسناد میں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل وغیرہ سے متعلق روایات نقل کرتے ہیں تو تساہل برتتے ہیں

اسی طرح کے اقوال سفیان ثوری، سفیان بن عُیینہ، یحییٰ بن محمد، زکریا عنبری، حافظ ابن عبدالبر، امام نووی اور حافظ ابن صلاح وغیرہ جیسے مشہور محدثین سے بھی منقول ہیں[۶۶]

یہی وجہ ہے کہ ذخیرۂ حدیث میں فضائل اعمال سے متعلق روایات کی احکام ومسائل سے متعلق روایات کی طرح تہذیب و تنقیح نہ ہو سکی جس کے نتیجہ میں ان میں بہت سی ضعیف اور موضوع روایات باقی رہ گئیں۔ اس طرح کی روایات زیادہ تر کتب حدیث کے تیسرے اور چوتھے طبقہ میں پائی جاتی ہیں جن کے قبول حدیث کے شرائط

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتب صحاح (جیسے بخاری ومسلم) اور کتب سنن (جیسے ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) کے مقابلہ میں کمتر تھے "صحاح ستہ" میں ایسی روایات بہت کم ہیں۔

محدثین میں ابن جوزی، حافظ ابن قیم، علامہ سیوطی، حافظ عراقی، ملا علی قاری، قاضی شوکانی اور طاہر پٹنی وغیرہ نے ان کتب کی موضوع روایات کو موضوعات سے متعلق اپنی کتب میں جمع کر دیا ہے۔ یہ محدثین کسی حدیث پر نہ صرف سنداً نقد کرتے ہیں بلکہ اس کے متن کی گہرائی تک جا کر اس کی اچھی طرح جانچ اور پرکھ کرتے ہیں۔ جن روایات کو ان محدثین نے موضوع قرار دیا ہے ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام روایات ایسی ہیں جن میں معمولی سے عمل پر بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ کیا جاتا ہے یا چھوٹی سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے۔ یہ روایات، رجال میں نقص یا کوتاہی پائے جانے کے علاوہ اصول درایت کے بھی خلاف ہیں۔ چنانچہ محدثین نے بیان کیا ہے کہ جن روایات میں چھوٹے کام پر بھاری ثواب کا وعدہ ہو یا ادنیٰ سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہو وہ موضوع قرار پائیں گی۔[۲۸]

موضوع حدیث کی روایت اور اس پر عمل

کسی موضوع روایت کا نقل کرنا یا بیان کرنا سخت ترین گناہ ہے۔ چنانچہ مختلف طرق سے مروی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

من کذب علی متعمدًا	جس نے میری جانب جان بوجھ
فلیتبوأ مقعدہ من النار[۲۹]	کر جھوٹ منسوب کیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اسی لیے تمام فقہاء و محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موضوع روایت کا بیان کرنا خواہ کسی بھی مقصد کے لیے ہو حرام ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں۔

> "فقہاء اور محدثینؒ نے متفقہ طور پر اس بات کی صراحت کی ہے کہ موضوع روایت کو بیان کرنا، اسے نقل کرنا اور اسے صحیح سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنا حرام ہے خواہ وہ احکام سے متعلق ہوں، یا قصص سے یا ترغیب وترہیب سے۔ ہاں اس کا موضوع ہونا بیان کر دیا جائے تو اس کی اجازت ہے اور ایسے ہی اسے تقلیداً بیان کرنا اور نقل کرنا بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حرام ہے سوائے اس کے کہ موضوع ہونے کی صراحت کردی جائے برخلاف حدیث ضعیف کے کہ اس میں غیر احکامی روایات میں تساہل جائز ہے اور انھیں چند شرائط کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔[۲۲]

ضعیف حدیث کی روایت اور اس پر عمل

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کی روایت اور اس پر عمل کے سلسلے میں محدثین کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں ایک طبقہ اس کی روایت اور اس پر عمل کے سخت خلاف ہے لیکن ایک دوسرا طبقہ جس میں عام فقہاء اور محدثین شامل ہیں انھوں نے اس کی روایت اور اس پر عمل کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط رکھی ہے کہ ان پر عمل کرتے وقت یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ضعیف حدیث پر عمل کی تین شرطیں بیان کی ہیں۔

(۱) حدیث کا ضعف شدید نہ ہو یعنی اس کے راویوں میں کوئی متہم بالکذب نہ ہو اور نہ فاش غلطی کرنے کا مرتکب ہو۔

(۲) حدیث جس مفہوم پر مشتمل ہو اس کی بنیاد موجود ہو اور اس پر عمل اسلام کے معروف اور ثابت شدہ اصولوں کے خلاف نہ ہو۔

(۳) عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے بلکہ از روئے احتیاط اس پر عمل ہو یعنی اسے اس طور پر نہ قبول کیا جائے کہ فی الواقع اس کی نسبت رسولؐ کی طرف صحیح ہے بلکہ اس بنیاد پر کہ ممکن ہے اس کی نسبت درست ہو اور اس پر عمل سے ثواب ملے گا۔[۲۳]

محدثین کے ایک دوسرے طبقہ کے نزدیک جس میں امام بخاری اور امام مسلم جیسے کبار محدثین شامل ہیں، ضعیف حدیث پر مطلق عمل جائز نہیں۔ نہ احکام شرعیہ میں اور نہ مواعظ وقصص وغیرہ میں۔ امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ان لوگوں پر سخت نکیر کی ہے جو ضعیف حدیث کی روایت اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں جو کچھ بھی کہا جائے وہ یا تو کتاب اللہ سے یا سنت ثابتہ سے ماخوذ ہو اس کے سوا حدیث ضعیف کی بنیاد پر کچھ کہنا دین میں ایک قسم کا اضافہ ہے اس لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ ضعیف حدیث کا شمار سنت ثابتہ میں نہیں ہوتا۔ اس پر عمل سے حکم خداوندی کی خلاف ورزی کا بھی خطرہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ	ان چیزوں کے پیچھے مت پڑو
بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل ۳۶)	جن کا تمہیں علم نہیں۔

اس لیے ضعیف حدیث جب تک مختلف طرق سے مروی نہ ہو اور وہ درجہ حسن تک نہ پہونچ جائے اس کی روایت جائز نہیں اور اس کا قبول کرنا فاسقوں اور بد احتیاط لوگوں کے اقوال قبول کر لینے کے مشابہ ہے[۷۴]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے اور اسے قبول کرنے میں غایت درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی ایسی روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دینا جس کی نسبت آپ کی طرف ثابت نہ ہو ہرگز درست نہیں۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی بات کتاب اللہ یا سنت ثابتہ میں سے سامنے نہ ہو تو اسے اپنی طرف سے بیان کرے تاکہ اگر کوئی غلطی ہو تو اس کی طرف منسوب ہو جائے، بجائے اس کے کہ اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو۔ بلا تحقیق ہر رطب و یابس کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا چاہے وہ دین کے کاموں کے لیے کیوں نہ ہو سخت ترین گناہ ہے چنانچہ مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا:

کفی بالمرء کذبا ان یحدث	آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے
بکل ما سمع[۷۵]	کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دے۔

اسی طرح دین کے معاملے میں ہر سنی ہوئی بات کو قبول کر لینا بھی درست نہیں۔ چنانچہ ابن سیرین نے فرمایا۔

ان ھذا العلم دین فانظروا	یہ علم (حدیث) دین ہے اس لیے
عمن تاخذون دینکم[۷۶]	دیکھو اسے کس سے قبول کر رہے ہو۔

اس لیے جہاں ایک طرف حدیث نقل کرنے اور بیان کرنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نقل و بیان سے پہلے اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیں وہیں دوسری طرف اسے قبول کرنے والوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اسے اپنے فکر و عمل کی بنیاد بنانے سے پہلے اس کی تحقیق کر لیں۔ خاص طور پر فضائل اعمال سے متعلق روایات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جن میں اکثر و بیشتر نہ صرف ضعیف ہیں بلکہ ان میں بہت سی موضوع بھی ہیں، بلا تحقیق حدیث کے نام پر ہر چیز کو قبول کر لینے اور اسے اپنے فکر و عمل کی بنیاد بنا لینے والا اندھیری رات میں جنگل میں لکڑیاں چننے والے کے مانند ہے جو لکڑی اور سانپ میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے سانپ کو اٹھا لیتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے۔

حوالے/حواشی

سے۱ے ابن صلاح، مقدمہ/۲۱۲، مصر، ۱۹۷۲ء

سے۲ے ابن حبان البستی، کتاب المجروحین/۵۶، حیدرآباد ۱۹۷۰ء، مسلم، مقدمہ، باب بیان الاسناد

سے۳ے جلال الدین سیوطی، اللآلی المصنوعہ/۵۹۷، مطبع علوی (ہند) ۱۳۰۳ھ

سے۴ے ایضاً سے۵ے کتاب المجروحین ۱/۵۴

سے۶ے جلال الدین سیوطی، تدریب الراوی ۱/۲۸۲، لاہور (پاکستان) ۱۳۷۹ھ، مقدمہ ابن صلاح /۲۱۴

سے۷ے شمس الدین محمد السخاوی، فتح المغیث/۱۱۰، مطبع انوار محمدی ۱۳۰۳ھ

سے۸ے اللآلی المصنوعہ/۵۹۷

سے۹ے ایضاً/۱۳۷، ابن عراق، تذکرۃ الموضوعات/۱۳۱ مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، عبدالحیٔ فرنگی محلی کلکشن ۱۳۳/۹۲ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (انڈیا)

سے۱۰ے محمد طاہر الفتنی، تذکرۃ الموضوعات/۸۷، بمبئی ۱۳۴۳ھ

سے۱۱ے ایضاً، تذکرۃ الموضوعات (مخطوطہ)/۳۸، ابن جوزی، العلل المتناہیہ/۲۶، مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، عبدالحیٔ فرنگی محلی کلکشن ۱۳۴/۹۳ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

سے۱۲ے ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل فاتحۃ الکتاب

سے۱۳ے بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب سورۃ البقرہ، مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قرآۃ القرآن وسورۃ البقرہ، ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ البقرہ وآیۃ الکرسی، ابن ماجہ، باب ماجاء فیما یرجیٰ ان یکفی من قیام اللیل۔

سے۱۴ے ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ البقرہ وآیۃ الکرسی، مسلم، کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی، مسلم میں آیۃ الکرسی کو اعظم آیۃ من کتاب اللہ کہا گیا ہے۔

سے۱۵ے مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب قرأۃ القرآن وسورۃ البقرہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۶ھ ایضاً باب فضل الفاتحہ وخواتیم سورۃ البقرہ

۱۷ھ ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ البقرہ وآیۃ الکرسی

۱۸ھ بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ البقرہ

۱۹ھ مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی۔ ترمذی میں ہے " من قرأ ثلاث آیات من اول الکھف عُصم من فتنۃ الدجال" باب ماجاء فی سورۃ الکہف

۲۰ھ مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل ھواللہ احد، بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل ھواللہ احد۔

۲۱ھ مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قراۃ المعوذتین، ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی المعوذتین۔

۲۲ھ بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی المعوذتین

۲۳ھ ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی اذا زلزلت۔ امام ترمذی نے کہا ہے۔ ھٰذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث ھٰذا الشیخ الحسن بن سلم، حسن بن سلم مجہول راوی ہیں۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے لیکن اس کی بھی سند کمزور ہے۔ اس میں ایک راوی یمان بن مغیرہ ہیں۔ امام بخاری اور ابوحاتم نے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع ترمذی عبدالرحمٰن مبارک پوری، ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی اذا زلزلت) اسی کے ہم معنی ایک تیسری روایت بھی امام ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔

۲۴ھ ایضاً۔ قل یاایہا الکفرون اور سورہ زلزال دونوں کی سند ایک ہی ہے اس لیے جو حکم سورہ زلزال کا ہے وہی اس سورۃ کا ہے۔ دیکھئے حاشیہ نمبر ۲۳

۲۵ھ ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الملک۔ قال الترمذی۔ ہٰذا حدیث غریب من ہٰذا الوجہ، مزید برآں یہ کہ اس سند میں ایک راوی یحییٰ بن عمرو بن مالک ہیں جو ضعیف ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی، ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورۃ الملک۔

۲۶ھ ایضاً۔ قال ترمذی۔ ہٰذا حدیث حسن

۲۷ھ ابن قیم، المنار المنیف /۱۱۳، بیروت ۱۹۷۰ء

۲۸ھ اللآلی المصنوعہ /۲۳۴

۲۹ھ المنار المنیف /۹۸، تذکرۃ الموضوعات /۲۲۵ ۳۲۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

٥٣٠ء ابن ماجہ، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان

٥٣١ء ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان

٥٣٢ء العلل المتناہیہ/۱۴۲

٥٣٣ء ابن ماجہ، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان

٥٣٤ء مسند احمد ۲/۱۷۶، مصر ۱۳۱۳ھ (ترجمہ عبداللہ بن عمرو)

٥٣٥ء العلل المتناہیہ /۱۴۴

٥٣٦ء ابو زہرہ، ابن حنبل /۲۷۰، قاہرہ ۱۹۶۳ء العلل المتناہیہ /۱۴۴، تحفۃ الاحوذی، ابواب الصوم باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان

٥٣٧ء تحفۃ الاحوذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان

٥٣٨ء ابن ماجہ، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان

٥٣٩ء تحفۃ الاحوذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، احمد عبدالرحمٰن البنا، بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی ۱۰/۲۰۹، مصر ۱۳۵۷ھ

٥٤٠ء عبدالحیٔ لکھنوی، الآثار المرفوعۃ /۳۰۲، ۳۰۰، المطبع الیوسفی، لکھنؤ (ب ت)

٥٤١ء نسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، باب فی احیاء اللیل

٥٤٢ء اللآلی المصنوعۃ /۳۶۷

٥٤٣ء تذکرۃ الموضوعات /۱۱۸

٥٤٤ء المنار المنیف /۱۱۲

٥٤٥ء تذکرۃ الموضوعات /۱۱۹

٥٤٦ء علی القاری، موضوعات کبیر /۵۶۱، قرآن محل، کراچی (ب ت) المنار المنیف /۱۱۱

٥٤٧ء الآثار المرفوعۃ /۳۲۰

٥٤٨ء ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الصیام، باب صیام یوم عاشوراء

٥٤٩ء ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی الحث علی صوم یوم عاشوراء

٥٥٠ء مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم

٥٥١ء مسند احمد ۱/۲۲۱ (ترجمہ عبداللہ بن عباس)

٥٥٢ء الآثار المرفوعۃ /۳۲۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۳ھ موضوعات کبیر/۵۶
۵۴ھ تذکرۃ الموضوعات/۱۱۶ (مخطوطہ)
۵۵ھ ابن حجر، تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب/۲۰، مخطوطہ، مولانا آزاد لائبریری، عبدالحئی فرنگی محلی کلکشن ۲۳۰/۱۸۹، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۵۶ھ اللآلی المصنوعہ/۲۳۲، تبیین العجب/۲۳۵
۵۷ھ ایضاً، تذکرۃ الموضوعات/۲۴
۵۸ھ المنار المنیف/۹۵ ۵۹ھ ایضاً/۹۶
۶۰ھ اللآلی المصنوعہ/۳۴۷، العلل المتناہیہ/۱۴۰، تذکرۃ الموضوعات/۲۶۶ (مخطوطہ)
۶۱ھ المنار المنیف/۹۵
۶۲ھ الآثار المرفوعہ/۳۱۶، ۳۱۸
۶۳ھ اللآلی المصنوعہ/۵۹۶
۶۴ھ المنار المنیف/۱۱۵، مقدمہ ابن صلاح/۲۱۵
۶۵ھ خطیب بغدادی، کتاب الکفایہ فی علم الروایۃ/۲۱۱، حیدرآباد ۱۹۷۰ء
۶۶ھ ابن عبدالبر، الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء/۱۶، مصر، ۱۳۵۰ھ
۶۷ھ فتح المغیث/۱۲۰
۶۸ھ ابن حجر، القول المسدد فی الذب عن المسند للامام احمد/۱۳، حیدرآباد ۱۹۶۷ء
۶۹ھ فتح المغیث/۱۲۰، حافظ ابن صلاح نے فرمایا کہ محدثین ان ابواب میں ضعیف حدیث کے ضعف کو بھی نہیں بیان کرتے تھے۔ مقدمہ ابن صلاح/۲۱۷
۷۰ھ فتح المغیث/۱۱۲، تدریب الراوی ۱/۲۷۶
۷۱ھ بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،
۷۲ھ الآثار المرفوعہ/۲۵۴ - مزید دیکھئے شرح النووی لمسلم، مقدمہ، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۷۳ھ ابن حنبل/۲۷۶ ۷۴ھ ابن حنبل/۲۷۴، مسلم مقدمہ
۷۵ھ مسلم، مقدمہ، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع
۷۶ھ مسلم، مقدمہ، باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء

© rasailojaraid.com